ڈاکٹر رؤف پاریکھ
استاد شعبۂ اردو، کراچی یونیورسٹی، کراچی

خصوصی لغت نویسی اور اردو کی چند نادر اور کمیاب خصوصی لغات

Dr. Rauf Parekh
Associate Professor, Department of Urdu, Karachi University, Karachi

Abstract: Lexicological studies are important to bridge the gap between lexicological theory and lexicographic practices. Research in this area can be conducted best when it is done by the people belonging to both the areas. In this article, Dr. Rauf Parekh introduces some important but rare specialized dictionaries such as Farhang e Usmania, Lughat e Nadra, Dakan ki Zaban, Dakani Lughat, and Matalib e Ghara. The Urdu lexicology, to a great extent, is yet an unexplored area, and studies on specialized dictionaries are not available at all. Therefore, this article is ground breaking in this regard.

اردو میں عمومی لغات کے علاوہ کچھ خصوصی لغات بھی تالیف کی گئی ہیں۔ اس مقالے میں اردو کی کچھ ایسی خصوصی لغات کا ذکر کیا گیا ہے جو نادر اور کمیاب ہیں۔ چونکہ اردو میں خصوصی لغات کے بارے میں بہت کم مواد دستیاب ہے، لہٰذا اس مقالے میں خصوصی لغت نویسی اور خصوصی لغات پر بھی کچھ روشنی ڈالی جارہی ہے۔

☆ خصوصی لغت (specialised dictionary)

عمومی لغات میں کسی زبان کے تمام، یا وسیع ذخیرۂ الفاظ کو عام قاری کے لیے مع معنی بترتیبِ حروفِ تہجی پیش کیا جاتا ہے، جبکہ خصوصی لغت (specialised dictionary) کی اصطلاح ایسی حوالہ جاتی کتب یا فہرستِ الفاظ کے لیے استعمال کی جاتی ہے، جن میں عمومی لغات کے برعکس مخصوص اور محدود دائرے کی معلومات دینے والے الفاظ و مرکبات مع معنی درج کیے جاتے ہیں[۱]۔ گویا خصوصی لغت سے مراد ایسی لغت ہے جو کسی خاص موضوع، یا زبان کے کسی خاص پہلو، یا کسی خاص فن سے متعلق الفاظ، محاورات، اصطلاحات اور تراکیب وغیرہ مع معنی درج کرے۔

خصوصی لغت کئی طرح کی ہو سکتی ہے، مثلاً: [۲]

۔مترادفات کی لغت

۔اضداد کی لغت

۔کسی خاص علم یا فن کے اصطلاحات کی لغت (مثلاً: جہاز رانی کی اصطلاحات، یا علمِ موسمیات کی اصطلاحات)

۔تلفظ کی لغت

۔محاورات کی لغت

۔کہاوتوں کی لغت

۔اشتقاق، یا لفظوں کی اصل کی لغت

۔سلینگ الفاظ کی لغت

۔کسی خاص طبقے میں مستعمل الفاظ کی لغت (مثلاً: عورتوں کے زیرِ استعمال، یا کرخنداروں کے زیرِ استعمال الفاظ)

۔کسی زبان کی کسی خاص بولی، یا خاص علاقے میں مستعمل الفاظ کی لغت (مثلاً: بھوج پوری کی لغت)

۔خاص طرح کے الفاظ (مثلاً: غیر منقوط الفاظ، یا کثیر معنی رکھنے والے الفاظ)

۔کسی ایک مصنف، یا شاعر کے استعمال کردہ الفاظ کی لغت (مثلاً: **فرہنگِ اقبال**) وغیرہ، غرضے کہ خصوصی لغات کئی طرح کی ہوسکتی ہیں۔ البتہ ان کا دائرہ عمومی لغات کے مقابلے میں محدود ہوتا ہے اور ان کی ضخامت بھی زیادہ نہیں ہوتی۔ ایسی لغات کو اردو میں اکثر 'فرہنگ' کہا جاتا ہے، مثلاً: 'فرہنگِ اصطلاحاتِ نفسیات'۔ فارسی میں لفظ 'فرہنگ' کے معنی سے قطع نظر، اردو میں علمی و فنی اصطلاحات کے الفاظ و معنی پر مبنی کتابوں اور خصوصی لغات کو 'فرہنگ' بھی کہتے ہیں اور کبھی لغت بھی کہہ دیتے ہیں۔ انگریزی میں ایسی کتابوں کو ڈکشنری (dictionary) کہا جاتا ہے، مثلاً: Dictionary of literary terms، لیکن اگر اصطلاحات پر مبنی کتاب مختصر ہو یا اصطلاحات کی محض ایک فہرست ہی ہو (جو بالعموم کسی کتاب کے آخر میں ہوتی ہے) تو اسے انگریزی میں گلوسری (glossary) اور اردو میں فرہنگ کہتے ہیں۔ کسی خاص متن (مثلاً: کسی شاعر، یا ادیب کے ذخیرۂ الفاظ کی فہرست) پر مبنی لغت کو بھی گلوسری کہتے ہیں۔ اردو میں ایسے موقعے پر بھی 'فرہنگ' کا لفظ استعمال ہوتا ہے، جیسے فرہنگِ نظیر (اکبر آبادی) یا فرہنگِ کلامِ میر۔ اردو کی مشہور اور معتبر لغت **فرہنگِ آصفیہ** اصل میں لغت یا ڈکشنری ہی ہے اور اب اردو میں 'فرہنگ' کا لفظ لغت کے معنی میں بہت کم استعمال کیا جاتا ہے۔

☆ خصوصی لغت نویسی (specialised lexicography)

خصوصی لغات کی تدوین کے لیے انگریزی میں ایک اصطلاح استعمال کی جاتی ہے: Specialised lexicography اس اصطلاح کا کوئی مرادف، یا مترادف اردو میں رائج نہیں ہے۔ اسے ہم خصوصی لغت نویسی کہہ سکتے ہیں۔ اس کی تعریف بعض انگریزی کتب میں ملتی ہے، جو کچھ یوں ہے: ''ایسی سرگرمیاں جو خصوصی لغات کی تیاری، تدوین اور تنقید و تجزیے سے متعلق ہوں۔'' [۳]

خصوصی لغت نویسی کا دائرہ خاصا وسیع ہے اور اس دائرے میں مختصر فہرستِ الفاظ (گلوسری، یا فرہنگ) سے لے کر کسی عام قاری کے لیے کسی فن، یا علم کی باقاعدہ اصطلاحات پر مبنی لغت جسے تکنیکی لغت (technical dictionary) کہنا چاہیے بھی شامل ہے [۴]۔ عمومی لغات کی طرح خصوصی لغات کی تیاری سے پہلے بھی کچھ امور طے کرنے پڑتے ہیں، مثلاً: یہ کہ لغت یک زبانی ہوگی، یا دوزبانی۔ اگر یہ دوزبانی ہے تو آیا یک طرفہ (unidirectional) ہوگی، یا دوطرفہ (bidirectional) [۵]۔ یک طرفہ لغت سے مراد ہے اس میں صرف ایک زبان سے دوسری زبان میں الفاظ اور معنی ہوں گے (مثلاً: صرف اردو سے انگریزی، یا صرف انگریزی سے اردو)، جبکہ دوطرفہ لغت سے مراد ہے دونوں زبانوں میں ایک دوسرے کے الفاظ معنی درج ہوں گے (یعنی

ایک ہی جلد میں، مثلاً: پہلے اردو سے انگریزی اور پھر انگریزی سے اردو)۔اسی طرح یہ بھی طے کرنا ہوگا کہ اس کی ضخامت کیا ہوگی؟ نیز یہ کہ کن لوگوں کے لیے مرتب کی جارہی ہے، یعنی اس کے قاری کون ہوں گے؟ عام قاری، طالب علم، یا ماہرین؟[٦]

☆ اصطلاحاتی لغت نویسی (terminography)

تکنیکی لغت، یا علمی اصطلاحات پرمبنی لغت، یعنی فرہنگِ اصطلاحات (terminological dictionary) کی تیاری اور تدوین وترتیب کے عمل کے لیے انگریزی میں ایک اصطلاح ٹرمنوگرافی (terminography) استعمال ہوتی ہے۔اس کا مترادف بھی اردو میں رائج نہیں ہے۔ اب اصطلاح نے انگریزی میں اتنی قبولیت پالی ہے کہ اس نے پہلے مستعمل اصطلاح، یعنی terminological lexicography کی جگہ لینی شروع کردی ہے[۷]۔ان دونوں باہم مترادف اصطلاحات کو اردو میں اصطلاحاتی لغت نویسی کہا جاسکتا ہے۔

☆ اردو کی چند نادر خصوصی لغات

اردو میں لکھی گئی خصوصی لغات کی خاصی بڑی تعداد ہے۔ان میں سے بعض بہت مختلف اور مفید بھی تھیں، لیکن اردو لغت نویسی کی طویل تاریخ میں ہمیں کئی ایسی خصوصی لغات کا بھی سراغ ملتا ہے جو قبولِ عام کا درجہ حاصل نہ کرسکیں اور بالعموم غیر معروف رہیں۔بعض کا صرف ذکر ملتا ہے اور ان سے متعلق کوئی تفصیل کہیں نہیں ملتی۔اردو کی بعض خصوصی لغات کا تو ذکر بھی کہیں نہیں ملتا۔ ایسی ہی کچھ غیر معروف، کمیاب اور نادر لغات کے بارے میں یہاں کچھ معلومات پیش کی جارہی ہیں۔

☆ **فرہنگِ عثمانیہ**

اس لغت کا پورا نام جو اس پر درج ہے، کچھ یوں ہے: **فرہنگِ عثمانیہ المعروف بہ اصطلاحاتِ اسنادی**۔اس کے مؤلف ابوالمعارف میر لطف علی عارف ابوالعلائی ہیں۔ یہ حیدرآباد دکن سے شائع ہوئی۔ سالِ اشاعت درج نہیں، لیکن مؤلف کے دیباچے بعنوان 'تمہید' پر '۱۱ربیع الثانی ۱۳۴۷ھ شریف' کی تاریخ پڑی ہے۔آخر میں قطعۂ تاریخ ہے جس سے سال ۱۹۲۹ء برآمد ہوتا ہے۔ یہ دکن میں مستعمل دفتری اصطلاحات کی لغت ہے۔

تمہید کے زیرِ عنوان لکھا ہے کہ (مؤلف نے اصطلاح کا لفظ ہر جگہ بطور مذکر استعمال کیا ہے): ''علوم وفنون کے اصطلاحات کی تحقیق تو لغاتِ متداولہ میں مل جاتی ہے، لیکن اسنادی اور دفتری کاروبار کے اصطلاحات کی دریافت کے لیے ایسی کتابیں دستیاب نہیں ہوسکتیں، جس سے معلومات بہم پہنچائے جاسکیں'' (ص۲)۔ بقولِ مؤلف اس لغت میں دفتری اصطلاحات مع معنی درج ہیں۔ لکھتے ہیں کہ: ''۔۔۔میری تمنا تھی کہ کوئی ایسی جامع کتاب تالیف کروں جو دکن اور ہندوستان کے دفتری اصطلاحات پر حاوی ہو'' (ص۲)۔مزید لکھتے ہیں کہ اس میں الفاظ کی تذکیر وتانیث کے علاوہ: ''معنی درج کرنے کے بعد اصطلاحِ اسنادی کو درج کیا ہے'' (ص۲)، لیکن مؤلف نے کہیں یہ نہیں بتایا کہ 'اسنادی' سے کیا مراد ہے۔ بظاہر ایسا لگتا ہے کہ اس سے مراد سرکاری کاغذات، دستاویزات اور تصدیق ناموں (سرٹیفکیٹ) میں استعمال ہونے والی اصطلاحات ہیں۔

اس کے کل ۳۱۸ صفحات ہیں۔لفظ کی اصل، یا ماخذ زبان (عربی رفارسی رہندی) ظاہر کرنے کے لیے مخففات (ع رف ره)

استعمال کیے ہیں۔اگر چہ یہ کام مفید ہے،اس میں بعض اصطلاحات کے مختلف معنی بھی ملتے ہیں۔اس میں خاصی تحقیق سے کام لیا گیا ہے اور الفاظ کے عام معنی بھی درج کیے گئے ہیں (جو اکثر ایک سے زیادہ ہیں)،لیکن بعض اصطلاحات کی تشریح میں غیر ضروری تفصیل اور تطویل سے کام لیا گیا ہے جس میں لغت کا معتد بہ حصہ صرف ہو گیا ہے۔غیر ضروری تطویل اور تفصیل کے ضمن میں چند مثالیں پیش ہیں:

ایک اندراج 'آب کاری' کا ہے۔اس کے مختلف معنی میں 'سیندھی بیچنے والا' بھی شامل کیا ہے، جو درست ہے،لیکن اس کے بعد چھے (۶) صفحات میں تفصیل دی ہے کہ سیندھی کے نشے کی کیا خصوصیات ہیں؛ کاشت کے علاقے کون سے ہیں؟ سیندھی کا محصول کس طرح کا ہے اور اس ضمن میں حکومت کو کیا کرنا چاہیے؟ نیز یہ کہ 'تاڑی' اور 'گلمھورہ' (جو بقولِ مؤلف ایک درخت ہے جس کے پھل کا نام 'پرکا' ہے اور جسے سڑا کر شراب بنائی جاتی ہے) پر بھی روشنی ڈالی ہے۔نشے کے موضوع پر قرآنی آیات دی ہیں اور شراب کے نقصانات بتانے کے بعد اس پر محصول کے ضمن میں کچھ تجاویز پیش کی ہیں۔ظاہر ہے کہ لغت سے ان تفصیلات کا کوئی تعلق نہیں۔لفظ 'آگ' کی تشریح میں ہندوؤں میں آگ کی پوجا کا ذکر کر کے اس ضمن میں **رامائن** کا ایک قصہ تین (۳) صفحات میں بیان کیا ہے، حالانکہ دفتری اصطلاحات سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔لفظ 'القاب' کے تحت تقریباً پچانوے (۹۵) صفحات میں تمام القابات اور ان کے پانے والوں کے نام دیئے ہیں، کیونکہ:''شاہانِ دکن وشاہانِ ہندوغیرہ نے لکھ لکھ کر ہر ایک شخص کو مفتخر اور ممتاز فرمایا ہے'' (ص ۴۴)۔لفظ 'بادشاہ' کے تحت پچاس (۵۰) سے زائد صفحات میں:''ہندوستان اور متفرق ملکوں'' (ص۱۸۶) کے بادشاہوں کے نام اور ان کا حال لکھا ہے۔ایسا لگتا ہے کہ مؤلف کے ذہن میں لغت کی تالیف سے زیادہ دکن کے حاکموں کی خوشنودی کا خیال تھا۔

اس ساری تفصیل اور اطناب کا نتیجہ یہ نکلا کہ تین سو سترہ (۳۱۷) صفحات تک لغت حرف 'ب' تک ہی پہنچ سکی اور آخر میں لکھ دیا گیا:''حصہ اول ختم شد''، حالانکہ ابتدا میں کہیں حصوں کا ذکر نہیں ہے،لیکن اس تفصیل کا بہر حال کچھ نہ کچھ فائدہ بھی ہے۔ایک تو بعض اہم معلومات حاصل ہوتی ہیں۔

ثانیاً:بعض الفاظ و اصطلاحات کی اہم تفصیلات بھی مل جاتی ہیں،مثلاً:'بیگہ' کی قسمیں،ان کی پیمائشیں اور مختلف تاریخی ادوار میں رائج بیگوں (بیگھوں) کی تفصیلات اور ان میں ہونے والی تبدیلیاں۔اسی طرح 'آل تمغا' میں تمغوں سے مختلف تاریخی ادوار کی معلومات مل جاتی ہیں۔

یہ لغتِ اصطلاحات سے زیادہ دائرۃ المعارف، یا انسائیکلوپیڈک ڈکشنری معلوم ہوتی ہے۔مؤلف ایک قابل آدمی تھے اور ان کی ایک اور لغت **دکنی لغت** کے نام سے ہے۔اگر جم کر لغت کا کام کرتے اور دکن کے حاکمِ وقت کی خوشنودی کے حصول سے زیادہ علمی کام کی فکر کرتے تو بہت اہم کام کر جاتے۔بعض الفاظ اور اصطلاحات کے سلسلے میں خاصی تحقیق کی ہے اور ایسے معنی لکھے ہیں جو نہ صرف دکن میں رائج تھے، بلکہ باقی ہندوستان میں بھی دفاتر میں مروج تھے،مگر کسی لغت میں ان کا اندراج نہیں ملتا۔ایک ایسا ہی اندراج 'اخلاص نامہ' کا ہے،جس کے مختلف معنی درج کیے ہیں۔

☆ **لغاتِ نادرہ**

اس لغت کا ذکر لغت نویسی پر لکھی گئی تحقیقی وتنقیدی کتابوں اور مقالات میں نہیں ملتا۔صرف محترم ابوسلمان شاہ جہاں پوری

نے اس کا ذکر اپنی **کتابیاتِ لغاتِ اردو** میں کیا ہے [۸]۔ البتہ اس کا نام کتابت کی غلطی سے **لغاتِ نادرہ** کی بجائے نادری لکھا گیا ہے۔ صحیح نام **لغاتِ نادرہ** ہے۔ اس کے مؤلف کا نام ابوسلمان نے نادر حسین لکھا ہے، لیکن یہ نام نامکمل ہے۔ مؤلف کا پورا نام نادر حسین عزیز بلگرامی ہے۔ یہ لغت پہلی بار ۱۸۹۶ء میں مطبعِ نامی، لکھنؤ، سے شائع ہوئی تھی۔ غالباً دوبارہ نہیں چھپی۔ کُل صفحات چوراسی (۸۴) ہیں اور آخری صفحے پر 'خاتمۃ الطبع' کے زیرِ عنوان تر قیمہ ہے جس میں مؤلف کا نام نہیں دیا گیا، لیکن ناشر نے اپنا نام دیا ہے اور لکھا ہے کہ: ''اول بار ماہِ محرم الحرام ۱۳۱۴ ہجری مطابق ماہ جون ۱۸۹۶ء مطبع نامی لکھنؤ میں طبع ہو کے مطبوعِ طبعِ منشیانِ جادونگار و مقبولِ خاطرِ جادونگارانِ عالی افکار ہوئی''۔

یہ لغت خصوصی کہلانے کی یوں مستحق ہے کہ اس میں 'خاص' قسم کے الفاظ درج ہیں اور اسی مناسبت سے اس کا نام بھی رکھا گیا ہے۔ کتاب کی وجہِ تالیف ابتدا میں ایک صفحے کے دیباچے میں یوں بیان کی ہے کہ عرصے سے شکایت سنی جاتی تھی کہ اختلافِ حرکات سے لغات [یعنی بامعنی لفظ] کے معنی بدل جاتے ہیں جس سے تکلیف ہوتی ہے اور اس شکایت کے رفع کرنے کے خیال سے یہ لغت لکھی گئی ہے۔ گویا اس میں وہ الفاظ درج ہیں، جن کے ابتدائی حروف میں حرکات کے بدل جانے سے معنی بدل جاتے ہیں۔ اس ضمن میں مؤلف نے فتحہ (زبر) کے لیے 'ف'، کسرہ (زیر) کے لیے 'ک' اور ضمہ (پیش) کے لیے 'ض' کی علامت مقرر کی ہے۔ مثلاً پہلا اندراج 'ابدال' کا ہے۔ اس کے ساتھ 'ف' لکھ کر (اَبدال کے) معنی دیئے ہیں: ''اولیاء اللہ کے ایک گروہ کا نام ہے''۔ پھر 'ک' لکھ کر (اِبدال) کے معنی لکھے ہیں: ''بدل کرنا، بدل دینا'' (ص۳)۔ آخری اندراج 'یمنہ' کا ہے۔ فتحہ کے ساتھ معنی درج ہیں: ''داہنی طرف'' اور ضمے کے ساتھ معنی لکھے ہیں: ''مبارک، خجستہ'' (ص۸۴)۔

دیباچے میں ان لغات کے نام بھی درج ہیں، جن سے مؤلف نے استناد کیا ہے۔ اس فہرست میں عربی و فارسی کی لغات، مثلاً: **تاج المصادر**، **صراح**، **قاموس**، **منتہی الارب**، **بہارِ عجم**، **غیاث اللغات**، **مصطلحاتِ وارستہ**، **برہانِ قاطع** وغیرہ کے ساتھ اردو کی بعض لغات کے بھی نام درج ہیں۔ مثال کے طور پر **لغاتِ فیروزی**، **لغاتِ کشوری**۔ بعض مقامات پر ترتیبِ حروفِ تہجی غلط ہے، مثلاً: 'رخا' کا اندراج پہلے اور 'رخ' کا بعد میں ہے۔

کتاب چھوٹی تقطیع پر چھپی تھی اور ہر صفحے پر دو کالم ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس مختصر سی لغت میں ایسے تمام الفاظ نہیں سما سکتے، جن کے اعراب میں ذرا سے فرق سے معنی بدل جاتے ہیں، لیکن بہر حال مفید کام ہے۔

☆ دکن کی زبان

اس کے مؤلف بھی میر لطف علی عارف ابوالعلائی ہیں۔ لغت میں ان کے نام کے ساتھ 'قاضی پرگنہ ہتنورہ' بھی درج ہے۔ یہ حیدرآباد دکن سے شائع ہوئی، لیکن سالِ اشاعت درج نہیں۔ البتہ مؤلف کے دیباچے پر ۲۱/رمضان ۱۳۵۴ھ کی تاریخ پڑی ہے۔ ابتدا میں 'سید علی اکبر اکبر حیدرآبادی، نامپلی، ادبیہ' (نامپلی حیدرآباد کا علاقہ ہے) کی جانب سے ایک عبارت ہے جس میں کہا گیا ہے کہ: ''اس کتاب میں ایک لاکھ سے زائد محاورے اور روزمرہ درج ہیں''۔ نیز یہ کہ: ''یہ کتاب تیس (۳۰) اقساط میں شائع ہو رہی ہے''، لیکن ایسا لگتا ہے کہ دیگر حصوں/اقساط کی طباعت یا تالیف نہیں ہو سکی اور غالباً ایک ہی حصہ شائع ہو کر رہ گیا۔

اس لغت کی بعض خصوصیات مؤلف ہی کے الفاظ میں پیش کرنا بہتر ہوگا۔ مؤلف نے دیباچے میں لکھا ہے کہ: ''اس

کتاب میں دکن کی قدیم زبان ِ اردو کے فصیح اور غیر فصیح ہونے کے اصول صحیح معیار پر بیان کیے گئے ہیں اور اس کی ترتیب اس طرح دی گئی ہے [کذا] پہلے دکن کی روزمرہ بول چال اور محاورات کو بلحاظِ حروف تہجی لغت قرار دیا ہے [یہاں لغت سے مراد ہے بامعنی لفظ جس کی تشریح کی جائے] پھر اس کا ترجمہ [کذا: غالباً تشریح مراد ہے] اور اس کی نظیر میں کوئی شعر نہ ملنے کی صورت میں فقرے لکھ دیے گئے ہیں۔ اس کے بعد فصیح یا غیر فصیح کا بھی اظہار کر دیا گیا ہے۔ واضح ہو کہ اس لغت میں ہم نے جہاں کہیں کوئی محاورہ خاص دکن کی زبان سے متعلق ہے [کذا: غالباً ''درج کیا ہے'' کے الفاظ سہو کاتب سے رہ گئے ہیں] تو اس کی صراحت کر دی ہے، جس کی علامت 'دکن' ہے۔ جہاں اس امر کی کوئی صراحت نہیں ہے تو یہ سمجھ لیا جائے کہ وہ مشترکہ زبان اور محاورے ہیں جو دکن اور لکھنؤ اور دہلی میں قدیم سے مستعمل ہیں۔ دکن کے شعرا کا کلام پیش کیا گیا ہے اس میں دکھنی سے مراد ۱۲۰۰ ہجری تک کے شعرا ہیں اور حیدرآبادی سے ۱۲۰۰ ہجری کے شعرا مراد ہیں [کذا: ۱۲۰۰ ہجری 'کے بعد' چاہیے]۔ اس تالیف سے ہمارا منشا یہ ہے کہ فصحاے لکھنؤ، دہلی اور حیدرآباد کی زبان ایک تھی اور عوام کہ یہ غلط فہمیاں کہ دکن کی قدیم زبانِ اردو غیر فصیح ہے دور ہو جائیں''۔ (ص۴)

اس کے بعد چار صفحات میں: ''فصحاے حال نے جو اصول قرار دیئے ہیں''، وہ بیان کیے ہیں۔ اڑتالیس (۴۸) صفحات کی اس لغت میں ہر صفحے پر دو کالم ہیں۔ محاورات اور فقرے بھی درج کیے ہیں۔ اندراجات کی تعداد زیادہ نہیں ہے۔ تشریحات مختصر ہیں۔ مترادفات بھی دیئے ہیں، لیکن کم ہیں۔ لغت اگر مکمل ہو جاتی تو بالخصوص دکنی الفاظ و محاورات کے ضمن میں بہت مفید ثابت ہوتی۔

☆ دکنی لغت

شعار ہاشمی کی مؤلفہ یہ لغت اتنی چھوٹی تقطیع پر چھپی تھی کہ اسے جیبی لغت ہی کہنا چاہیے۔ دیباچے، تقریظ، متن اور ضمیمے کے کُل ایک سو ستائیس (۶+۴+۱۰۴+۱۷) صفحات پر محیط اس لغت میں ایک صفحے پر اوسطاً دس گیارہ اندراجات ہیں۔ گویا اندراجات کی تعداد بھی کم ہے اور ضمیمے میں دیے گئے الفاظ کو ملا کر یہ بارہ سو (۱۲۰۰) کے قریب ہوں گے۔ علامہ عبداللہ عمادی (متوفی ۱۹۴۷ء) نے اپنی تقریظ میں لکھا ہے کہ: ''پانچ صدیوں سے دکنی زبان نہ صرف بولی جاتی ہے بلکہ اس کے کئی کئی دواوین و کتبِ ادبیہ بھی مرتب و مدون ہیں، بایں ہمہ اب تک کسی نے اس زبان کے متعلق کوئی چھوٹا یا بڑا لغت مدون نہیں کیا کہ قدیم شعرا ءو ادباءِ دکن کے کلام کا مفہوم پوری طرح سمجھ میں آ سکتا''۔ مکتبہ ابرہیمیہ، حیدرآباد دکن، سے شائع شدہ اس لغت پر کوئی سالِ تصنیف یا سالِ طباعت نہیں ہے۔ البتہ اس سے قبل دکنی کی بعض لغات یا فرہنگیں شائع ہو چکی تھیں، لیکن اس لغت کی اہمیت یہ ہے کہ اس میں دکن میں بولی جانے والی اردو (جس کو مؤلف نے اپنے دیباچے بعنوان 'تمہید' میں ''ایک قدیم اور مستقل زبان'' قرار دیا ہے) کے بعض دلچسپ اور مختلف الفاظ یا عام الفاظ کے مختلف معنی درج کیے ہیں۔ مثال کے طور پر 'اَپَن' (یعنی ہم) تو عام ہے، لیکن اس لغت میں 'اَپَن تُپَن' (یعنی ہم تم) بھی درج ہے جو ذرا کم ہی ملتا ہے۔ اسی طرح 'باج' (بغیر، بن)، 'بھڑو' (یعنی کھیل کا ساتھی جو ایک ہی ٹیم میں ہو)، 'پھٹنا' (یعنی ادا ہونا، بے باق ہونا)، 'توڑی' (یعنی تک، تلک)، 'جاستی' (یعنی زیادتی)، 'چلّر' (ریز گاری)، 'رام پھل' (ایک قسم کا بڑا شریفہ)، 'سچّی مچّی' (سچ مچ)، 'مکھوُن' (کھٹمل)، 'ویتاگ' (مصیبت، آفت)، 'مُنج' (مجھ)، 'کوچ' (کو ہی، جیسے اس کو چ یعنی اس کو ہی، اسی کو)، 'میچ' (میں ہی)۔ لغت میں کہیں کہیں اعراب لگائے گئے ہیں، لیکن اعراب کا کوئی با قاعدہ اور مکمل نظام نہیں ہے۔

☆ **مطالبِ غرا**

لغت کا یہ نام تاریخی ہے اور اس سے ۱۲۸۳ کے اعداد نکلتے ہیں جو اس کا سالِ تالیف ہے۔ مطبع مظہر العجائب، مدراس، سے شائع ہوئی۔ ترقیمے میں قطعاتِ تاریخ سے بھی ۱۲۸۳ (ہجری) کا سال نکل رہا ہے اور کاتب نے 'تمت'' لکھ کر ۱۲۸۵ کے عدد لکھے ہیں۔ گویا تالیف اور اشاعت میں دو سال کا فصل ہے۔ سرورق پر کی عبارت کچھ یوں ہے:

''بفضلہٖ تعالیٰ شانہٗ کتابِ لاجواب نسخۂ کثیر الفوائد
مجموعۂ خطیر النفائد دستور العمل شعرا موسوم بہ
مطالبِ غرا
۱۲۸۳
از مؤلفاتِ شاعرِ شیریں بیانِ نکتہ سنج ومحاورہ دانِ جادو سخن
رنگیں کلام نقش تخلص مولوی محمد نصیر الدین سلمہٗ السلام باہتمام سید جمال الدین صاحب
در مطبع مظہر العجائب واقع مدراس مطبوع گردید''

جیسا کہ منقولہ بالا عبارت سے ظاہر ہے محمد نصیر الدین المتخلص بہ نقش اس کے مؤلف ہیں جو بقول خود ان کے: 'ساکنِ بلدۂ فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن' تھے (ص ۱)۔ ابتدا میں لکھتے ہیں کہ: ''**نفس اللغہ** مرتبہ میر علی اوسط رشک لکھنوی، اصل قلمی میر مذکور کی دستخطی اور مخزن الفوائد [کذا: درست نام **مخزنِ فوائد** ہے] مطبوع نیاز علی بیگ نکہت شاہجہاں آبادی کی مطالعے میں رہیں۔ جب جو الفاظ ذو معنین و معانی زبان پر آئے وہ ان اوراق میں قلم بند کیے گئے اور اشعار اور نظائر بھی لکھ دیے گئے''۔ (ص ۲)

اس عبارت سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ دو یا زیادہ معنی رکھنے والے یہ الفاظ وران کی اسناد مذکورہ بالا لغات میں موجود نہیں۔ یہ لغت بہت مفید ہوتی، مگر اس کی ضخامت بہت کم ہے۔ یہ صرف پچاس (۵۰) صفحات پر مبنی ہے۔ اس لحاظ سے اس کی افادیت بھی محدود ہے پہلا اندارج 'آبِ رواں'' کا ہے اور اس کے دو معنی دیے ہیں، یعنی 'آبِ جاری' اور پھر اس کی سند خود اپنے شعر سے دی ہے۔ پھر دوسرے معنی درج کیے ہیں 'ایک قسم پارچہ کی' اور رشک کا شعر سند میں دیا ہے۔ کئی اسناد معروف شعرا کی بھی ہیں، مثلاً: میر تقی میر، آتش، نسیم، ناسخ، قلق، مومن، میر درد، انشا، ذوق، جرات، جان صاحب وغیرہ۔

کاتب نے اکثر مقامات پر یاے معروف اور یاے مجہول میں فرق روا نہیں رکھا۔

حوالے اور حواشی:

۱۔ آر آر کے ہرٹ مین (R.R.K.Hartmann) اور گریگری جیمز (Gegory James):
Dictionary of lexicography: ص ۱۲۹۔

۲۔ خصوصی لغات کی تفصیلات کے لیے: آر آر کے ہرٹ مین (R.R.K.Hartmann) اور گریگری جیمز (Gregory James):
Dictionary of lexicography: ص ۱۲۹؛ نیز سڈنی آئی لینڈو (Sydney I. Landau):

Dictionaries: the art and craft of lexicography:۲۲-۲۰؛ گیان چند: **عام لسانیات**: ص۵۶۱-۵۵۶۔

۳۔ آر آر کے ہرٹ مین اور گریگری جیمز: محولہ بالا: ص۱۲۹۔

۴۔ ایضاً۔

۵۔ بی ٹی اٹکنس (B.T. Atkins) اور مائیکل رنڈل (Michael Rundell): **The Oxford guide to practical lexicography**: ص۲۴ نیز حاشیہ ص۲۴۔

۶۔ ایضاً: ص۲۹-۲۴

۷۔ آر آر کے ہرٹ مین اور گریگری جیمز: محولہ بالا: ص۱۳۹۔

۸۔ ص۶۹۔

منابع:

۱۔ ابوسلمان شاہ جہاں پوری: **کتابیاتِ لغاتِ اردو**: مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد: ۱۹۸۶ء۔

۲۔ آر آر کے ہرٹ مین (R.R.K. Hartmann) اور گریگری جیمز (Gregory James): **Dictionary of lexicography**: روٹلیج، لندن: ۱۹۹۸ء۔

۳۔ بی ٹی اٹکنس (B.T.Atkins) اور مائیکل رنڈل (Michael Rundell): **The Oxford guide to practical lexicography**: اوکسفرڈ: ۲۰۰۸ء۔

۴۔ سڈنی آئی لینڈو (Sydney I. Landau): **Dictionaries: the art and craft of lexicography**: چارلس اسکربنرز سنز، نیویارک: ۱۹۸۴ء۔

۵۔ گیان چند: **عام لسانیات**: ترقیِ اردو بیورو، دہلی: ۱۹۸۵ء۔